Al-Qawārīr - Vol: 03, Issue: 04, Jul – Sep. 2022

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

خانگی امور میں قرآنی تصور فضل کا تجزیاتی مطالعہ: وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ کی روشنی میں

An Analytical Study of the Quranic Concept of Fazl: in the Light of Wa La Tansawul Fazl e Bainakum

Dr. Saeed Ahmad

Post Doctorate Fellow, IIU, Islamabad.

Muhammad Sarwar

Visiting Faculty SZIC, University of the Punjab, Lahore.

Version of Record
Received: 01-Jul-22 **Accepted**: 28-August-22
Online/Print: 27-Sep-2022

ABSTRACT

Allah almighty has described the word "Fazl" in the holy Qur'an in different meanings. It has been described in the meaning of Mercy, Social esteem, financial stability and Natural dominancy of male in the family. As it obvious that family is the Unit of society; and a stable family is inevitable for an established and prosperous society. In this way, the holy Quran has given golden principles, Masawat, Adl and Fazl for a stable family. Besides, Allah almighty has described the term "Fazl" in the time of separation of a wife and husband not to forget Fazl amongst each other. Envision, if Fazl is necessary in the time of separation and divorce; how much importance it would have in normal days in the family? In this way, the term "Fazl" has been analyzed in the context of a stable family in this article.

Key Words: *Qur'anic Concept of Fazl, Stable Family, Prosperous Society, Spouses, Social Principles, Equality, Justice, Fazl.*

CC BY

تعارف موضوع

انسانی معاشرہ میں کی پہلی اکائی میاں بیوی پر مشتمل خاندان ہے۔ اس اکائی کی شروعات کے لیے دین فطرت نے ہدایات اور تعلیمات دی ہیں۔ معاشرہ کی اس بنیاد کے بہت سارے مقاصد ہیں۔ ازدواجی معاملات، امور اور رویوں کے بارے دین نے جو ہدایات دی ہیں ان میں سے کچھ کا تعلق قانون اور کچھ کا تعلق اخلاق و دیانت سے ہیں اور ان سب کا مقصد خاندان کی اس اکائی کو مضبوط اور مستحکم کرنا ہے۔ خاندان کے استحکام کے لیے ان تمام ہدایات کے ساتھ ساتھ باہمی فضل و احسان ایک اہم ترین ہدایت ہے۔ قرآن حکیم میں ایک خاص موقع پر خانگی امور کی تفصیلات میں ولا تنسوا الفضل بینکم کی تاکیدی ہدایت کی ہے جو اس بات دلیل ہے کہ خاندانی مضبوطی میں باہمی فضل کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ فضل کیا ہے؟ اس کے کون کون سے اظہار کے طریقے ہیں؟ اور فضل کے خانگی امور پر کیا کیا مفید اور مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ اور فضل کو نظر انداز کرنے سے کیا منفی اور کیا مضر اثرات مرتب ہوں گے؟ زیر نظر آرٹیکل میں اس عنوان پر مباحث قلمبند کی گئی ہیں۔

فضل کا مفہوم

فضل کے لغت میں یہ چند مفاہیم ہیں۔ فضل (ن) باقی رہنا، زائد ہونا، فضل فضلہ یعنی فضل میں غالب ہونا، [1] فضل (س) صاحب فضل ہونا، تفضّل مہربانی کرنا، الفضل احسان و بھلائی کرنا، فضیلۃ فضل میں بلند مرتبہ ہونا [2] جبکہ قرآن حکیم میں لفظ فضل 80 سے زائد مرتبہ مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے۔

فضل قرآن کی روشنی میں

قرآن حکیم کی بہت ساری آیات میں لفظ فضل مختلف پس منظر اور پیش منظر کے ساتھ وارد ہوا ہے۔ ان میں چند مواقع کو سامنے رکھنے سے اس لفظ کے مفہوم، مطالب اور بلاغت کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے۔

فضل رحمت خداوندی کے معنی میں

قرآن حکیم میں لفظ فضل اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی کے معنوں میں کئی جگہ وارد ہوا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ **وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ** [3] وہ اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہتا ہے خاص فرمالیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اس آیت کی روشنی میں اگر ازدواجی معاملات پر نظر ڈالی جائے تو یہ فضل کا مفہوم بن سکتا ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے پر رحم کریں جس میں ایک دوسرے کا خیال رکھنا، ترس کھانا، عیوب پر پردہ ڈالنا وغیرہ شامل ہیں۔

فضل خانگی امور میں حسن سلوک کے معنی میں

قرآن حکیم میں لفظ فضل میاں بیوی میں باہمی حسن سلوک اختیار کرنے کی ہدایت و تاکید کے لیے استعمال ہوا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ [4] اور اگر تم عورتوں کو انہیں چھونے سے پہلے طلاق دیدو اور تم ان کے لئے کچھ مہر بھی مقرر کر چکے ہو تو جتنا تم نے مقرر کیا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ عورتیں کچھ مہر معاف کر دیں یا وہ (شوہر) زیادہ دیدے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور اے مردو! تمہارا زیادہ دینا پرہیز گاری کے زیادہ نزدیک ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کرنا نہ بھولو بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ اس آیت کی روشنی میں اگر ازدواجی معاملات پر نظر ڈالی جائے تو یہ فضل کا مفہوم بن سکتا ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے پر احسان اور تعاون کرنا ہمیشہ اپنا معمول بنالیں۔

فضل مرد کی فطری فضیلت کے معنی میں

ایک جگہ پر اللہ رب العزت نے خانگی امور کے بارے میں ہدایات دیتے ہوئے مردوں / خاوندوں کی فطری فضیلت کے بارے میں یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ [5] مرد افسر ہیں عورتوں پر اس لیے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لیے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کیے۔ اس آیت کی روشنی میں اگر ازدواجی معاملات پر نظر ڈالی جائے تو یہ فضل کا مفہوم بن سکتا ہے کہ بیوی اپنے خاوند کی اللہ کی طرف سے ملنے والی فطری فضیلت اور مقام کا پاس ولحاظ رکھے اور اس فضیلت کے تمام تقاضوں کو پورا کرے جبکہ مرد اس فضیلت کی بنیاد پر آنے والی ذمہ داریوں کو ادا کرے۔

فضل معاشرتی فضیلت کے معنی میں

سیدنا ھودؑ کو ان کی قوم کے سرکردہ لوگوں نے اپنی معاشی اور معاشرتی حیثیت کا احساس دلانے کے لیے ایک تنقیدی جملہ کہا تا کہ ھودؑ مسلمان ہونے والے سوسائٹی کے کمزور طبقہ کو اپنے سے دور کر دے۔ قرآن حکیم نے اس کی ترجمانی ذیل الفاظ سے کی۔

وَمَا نَرَى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ (ہم تمہارے لئے اپنے اوپر کوئی فضیلت نہیں پاتے) [6]

اس آیت کی روشنی میں اگر ازدواجی معاملات پر نظر ڈالی جائے تو یہ فضل کا مفہوم بن سکتا ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کی عزت کرنا، ادب واحترام سے پیش آنا، عزت نفس کا خیال رکھنا، اپنے اوپر ترجیح دینا اور ایک دوسرے کو حقیر نہ جاننے کو اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنالیں۔

فضل معاشی فضیلت کے معنی میں

سورۃ نور میں ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت مسطحؓ کو صدقات اور ہدیہ نہ دینے کی ایک خاص پس منظر کی وجہ سے قسم اٹھائی تو قرآن حکیم نے ان کی معاشی برتری کا حوالہ دیتے ہوئے لفظ فضل استعمال کیا چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ [7] اور تم میں فضیلت والے اور (مالی) گنجائش والے یہ قسم نہ کھائیں کہ وہ رشتے داروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو (مال) نہ دیں گے۔ اس آیت کی روشنی میں اگر ازدواجی معاملات پر نظر ڈالی جائے تو یہ فضل کا مفہوم بن سکتا ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے ہوئے رزق، علم وہنر اور آداب واخلاق سے فائدہ پہنچانے میں فضل واحسان سے کام لیں۔

فضل حصول رزق حلال کے معنی میں

قرآن حکیم میں فضل رزق حلال اور پاکیزہ آمدنی کے مفہوم میں بھی آیا ہے چنانچہ سورۃ جمعہ کی آیت میں نماز جمعہ کے بعد معاش اور رزق حلال کی جستجو کرنے کے لیے جو تاکیدی ہدایت ہے اس میں فضل ہی کی تلاش کا حکم دیا گیا ہے۔فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ [8] پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔ اس آیت کی روشنی میں اگر ازدواجی معاملات پر نظر ڈالی جائے تو یہ فضل کا مفہوم بن سکتا ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے ہوئے رزق حلال اور مال ودولت سے فائدہ پہنچانے میں فضل واحسان سے کام لیں۔

فضل عزیمت کے معنی میں

شریعت کی نظر میں جب جہاد فرض عین درجہ کا نہ ہو بلکہ فرض کفایہ کے مرتبہ کا ہو اس میں شرکت عزیمت پر عمل کرنا ہے۔ چنانچہ ایک ایسے ہی موقع پر جہاد میں شرکت کرنے والوں کے عمل کو اللہ تعالیٰ نے لفظ فضل سے ذکر فرما کر ان کے عزیمت پر عمل کرنے کی ستائش کی ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً[9]

عذر والوں کے علاوہ جو مسلمان جہاد سے بیٹھے رہے وہ اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والے برابر نہیں۔ اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں پر اللہ نے درجے کے اعتبار سے فضیلت عطا فرمائی ہے۔

اس آیت کی روشنی میں اگر ازدواجی معاملات پر نظر ڈالی جائے تو یہ فضل کا مفہوم بن سکتا ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے خانگی امور میں پیش آنے والی پریشانیوں، مصائب، دکھ درد اور غم میں ایک دوسرے کو راحت پہنچانے میں فضل و احسان کا معاملہ کریں۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ قرآن حکیم میں لفظ فضل عام طور پر رحمت خداوندی، امور خانگی میں حسن سلوک، معاشرتی و معاشی فضلیت، حصول رزق حلال اور مرد کی فطری فضیلت و برتری کے معانی میں آیا ہے جن کا میاں بیوی اور خاندان کے ایک دوسرے سے تعلقات کے ساتھ بڑا گہرا ربط ہے۔ آئندہ کے سطور میں اس بات کا جائزہ لیا جائے گا کہ ایک مضبوط اور مثالی خاندان کے لیے کن اہم بنیادوں کی ضرورت ہوتی ہے اور ان میں باہمی فضل کا کیا مقام، مرتبہ اور اہمیت ہے۔

مثالی خاندان کے لیے رہنما اصول

اللہ تعالیٰ کے انسان سے جو بہت سارے مطالبات ہیں ان میں سے ایک اہم مطالبہ یہ بھی ہے کہ معاشرے کی بنیادی اکائی Unit یعنی خاندان کو اچھا اور مضبوط بنائے۔ اسی لیے معاشرے کی اس بنیادی اکائی Unit کی تمہید سے تعمیر و ترقی تک تفصیلی ہدایات قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔ خاندان کو مضبوط اور مستحکم بنانے کے لیے جو ہدایات اور اصول دین فطرت نے دیئے ہیں ان میں سے مساوات، عدل اور فضل ہیں۔

مساوات

مساوات کا معنی برابری، ہمسری، باہم برابر کرنا، حالت کا برابر ہونا[10] اس کی دو اقسام ہیں قانونی مساوات اور معاشرتی مساوات۔ قانونی مساوات سے مراد کوئی شخص مفلس ہو یا خوشحال، کالا ہو یا گورا، عالم ہو یا جاہل قانون سے بالاتر نہیں۔ اگر اس سے کوئی جرم سرزد ہوتا ہے تو اس کی حیثیت ارو دولت کی بنا پر کوئی رعایت نہ برتی جائے جیسے حضور ﷺ نے فرمایا "کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر اور کسی کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقویٰ کے"۔[11] معاشرتی مساوات سے مراد اجتماعی زندگی میں کسی کو اولیت حاصل نہیں ہے بزرگی اور عظمت کا معیار صرف تقوی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ "بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہو"۔[12] اس تمہید کی روشنی میں معاشرے کے اس بنیادی اکائی میں تمام ضروریات زندگی (کھانے پینے، پہننے، رہائش و آرام، علاج معالجہ وغیرہ) اور ملکی قوانین میں بھی مساوات ہے۔

عدل

عدل (ض) برابری کرنا، تیر کو سیدھا کرنا، عدل (ک) عادل ہونا، گواہی کے قابل ہونا[13]، عدل (تفعیل) معتبر جاننا، عادلہ (مفاعلہ) موازنہ کرنا،[14] وضع کل شی فی محلہ[15] جبکہ عدل کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ ہر ایک کو اس کا حق صحیح طریقے سے دیا جائے۔ عدل تشریح کرتے ہوئے مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں کہ عدل کا تصور دو مستقل حقیقتوں سے مرکب ہے۔ ایک یہ کہ لوگوں کے درمیان حقوق میں توازن اور تناسب قائم ہو۔ دوسرے یہ کہ اس کا حق بے لاگ طریقہ سے دیا جائے۔ اردو زبان میں اس مفہوم کو لفظ "انصاف" سے ادا کیا جاتا ہے، مگر یہ لفظ غلط فہمی پیدا کرنے والا ہے۔ اس سے خواہ مخواہ یہ تصور پیدا ہوتا ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان حقوق کی تقسیم نصف نصف کی بنیاد پر ہو۔ اور پھر اسی سے عدل کے معنی مساویانہ تقسیم حقوق کے سمجھ لیے گئے ہیں جو سراسر فطرت کے خلاف ہے۔

دراصل عدل جس چیز کا تقاضا کرتا ہے وہ توازن اور تناسب ہے نہ کہ برابری۔ بعض حیثیتوں سے تو عدل بیشک افراد معاشرہ میں مساوات چاہتا ہے، مثلا حقوق شہریت میں۔ مگر بعض دوسری حیثیتوں سے مساوات بالکل خلاف عدل ہے، مثلا والدین اور اولاد کے درمیان معاشرتی واخلاقی مساوات، اور اعلی درجے کی خدمات انجام دینے والوں اور کم تر درجے کی خدمت ادا کرنے والوں کے درمیان معاوضوں کی مساوات۔ پس اللہ تعالیٰ نے جس چیز کا حکم دیا ہے وہ حقوق میں مساوات نہیں بلکہ توازن وتناسب ہے،

اور اس حکم کا تقاضا یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کے اخلاقی، معاشرتی، معاشی، قانونی، اور سیاسی و تمدنی حقوق پوری ایمان داری کے ساتھ ادا کیے جائیں۔[16] لہذا خاندانی استحکام اور مضبوطی کے لیے زوجین کا عدل کے صحیح مفہوم کو جاننا اور اسے اپنے خانگی تمام معاملات میں مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

فضل و احسان

فضل کا معنی باقی رہنا، زائد ہونا، فضل میں غالب ہونا، احسان و بھلائی کرنا اور بلند مرتبہ والا ہونا وغیرہ۔[17] مولانا مودودیؒ نے ایک جگہ پر فضل و احسان پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس سے مراد نیک برتاؤ، فیاضانہ معاملہ، ہمدردانہ رویہ، رواداری، خوش خلقی، درگزر، باہمی مراعات، ایک دوسرے کا پاس ولحاظ، دوسرے کو اس کے حق سے کچھ زیادہ دینا، اور خود اپنے حق سے کچھ کم پر راضی ہو جانا یہ عدل سے زائد ایک چیز ہے جس کی اہمیت اجتماعی زندگی میں عدل سے بھی زیادہ ہے۔[18] لہذا یہ بات برملا کہی جاسکتی ہے کہ ازدواجی معاملات میں بھی فضل و احسان کا برتاو معاشرے کی اس بنیادی اکائی کو مثالی اور نمونہ بنانے میں سب سے اہم مقام رکھتا ہے۔

خانگی امور میں فضل و احسان کے ثمرات

ازدواجی معاملات میں میاں بیوی اگر کے ایک دوسرے پر فضل و احسان پر عمل پیرا ہوں تو لازمی طور پر اس کے ثمرات سکون، راحت، اطمینان قلبی، فکری یکسوئی، غم میں ہمدردی کا احساس، خوشی و مسرت کا حصول، ایثار کا جذبہ، نفع رسانی، صبر و شکر، اعتماد، خوش مزاجی، منظم زندگی، نیک وصالح اولاد وغیرہ کی صورت میں حاصل ہوتے ہیں۔ مولانا مودودیؒ نے ایک جگہ پر فضل واحسان کے ثمرات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عدل اگر معاشرے کی اساس ہے تو احسان اس کا جمال اور اس کا کمال ہے۔ عدل اگر معاشرے کو ناگواریوں اور تلخیوں سے بچاتا ہے تو احسان اس میں خوش گواریاں اور شیرینیاں پیدا کرتا ہے۔ کوئی معاشرہ صرف اس بنیاد پر کھڑا نہیں رہ سکتا کہ اس کا ہر فرد ہر وقت ناپ تول کر کے دیکھتا رہے کہ اس کا کیا حق ہے اور اسے وصول کر کے چھوڑے، اور دوسرے کا کتنا حق ہے اور اسے بس اتنا ہی دے دے۔ ایسے ایک ٹھنڈے اور کھرے معاشرے میں کشمکش تو نہ ہوگی مگر محبت اور شکر گزاری اور عالی ظرفی اور ایثار اور اخلاص وخیر خواہی کی قدروں سے وہ محروم رہے گا جو دراصل زندگی میں لطف وحلاوت پیدا کرنے والی اور اجتماعی محاسن کو نشو نما دینے والی قدریں ہیں۔[19]

خانگی امور میں تصور فضل کا مفہوم تفاسیر کی روشنی میں

سورۃ بقرہ میں طلاق کے مسائل اور اس کی تفصیلات کو ذکر کرنے کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کو ایک دوسرے پر فضل کو نہ بھولنے ہدایت کی ہے جس سے یہ چند چیزیں عیاں ہیں۔ ایک تو اس سے فضل و احسان کی اہمیت خوب واضح ہو رہی ہے اور دوسرا اس بات کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ خانگی امور میں استحکام کی بنیادی وجہ باہمی فضل و احسان ہے۔ علاوہ ازیں، یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا اعلیٰ ترین خلق صرف عدل و مساوات کی فراہمی ہی نہیں بلکہ فضل و احسان ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ[20] اور اگر تم عورتوں کو انہیں چھونے سے پہلے طلاق دیدو اور تم ان کے لئے کچھ مہر بھی مقرر کر چکے ہو تو جتنا تم نے مقرر کیا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ عورتیں کچھ مہر معاف کر دیں یا وہ (شوہر) زیادہ دیدے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور اے مردو! تمہارا زیادہ دینا پرہیز گاری کے زیادہ نزدیک ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کرنا نہ بھولو بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

امام ابن جریر طبریؒ کی تفسیر

اس آیت کی تفسیر میں علامہ طبری نے لفظ "الفضل" کی وضاحت میں یہ چند اقوال درج کیے ہیں۔

> عن مجاهد:"ولا تنسوا الفضل بينكم"، قال: إتمام الصداق، أو ترك المرأة شطره.عن الربيع في قوله:"ولا تنسوا الفضل بينكم"، قال: يقول ليتعاطفا.- عن قتادة:"ولا تنسوا الفضل بينكم إن الله بما تعملون بصير"، يرغبكم الله في المعروف، ويحثكم على الفضل.-حدثني موسى قال، حدثنا عمرو قال، حدثنا أسباط، عن السدي:"ولا تنسوا الفضل بينكم"، حض كل واحد على الصلة- يعني الزوج والمرأة، على الصلة.حدثنا عمرو، عن سعيد قال، سمعت تفسير هذه الآية:"ولا تنسوا الفضل بينكم"، قال: لا تنسوا الإحسان.[21]

مہر پورا ادا کرنا، بیوی کا مہر میں کچھ حصہ معاف کر دینا، ایک دوسرے سے لطف و کرم سے پیش آنا، نیکی پر ابھارنا، ایک دوسرے سے صلہ رحمی کرنا اور احسان کرنا۔

امام محمد بن احمد قرطبیؒ کی تفسیر

علامہ قرطبی نے اس آیت کی تشریح میں امام مجاہد کے حوالہ سے لکھاہے کہ فضل کا معنی یہ ہے کہ خاوند بیوی کو مہر مکمل ادا کرے یا بیوی اپنے خاوند کو کچھ مہر معاف کر دے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ: الْفَضْلُ إِتْمَامُ الرَّجُلِ الصَّدَاقَ كُلَّهُ، أَوْ تَرْكُ الْمَرْأَةِ النِّصْفَ الَّذِي لَهَا[22]

قاضی ثناءاللہ پانی پتی کی تفسیر

قاضی ثناءاللہ پانی پتی اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ اس سے مراد بعض کے بعض پر افضل ہونے کو مت بھولو کیونکہ دینے والا اس سے افضل ہوتا ہے جس کو دیا ہے۔[23]

محمد علی الصابونی ؒ کی تفسیر

علامہ محمد علی الصابونی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ طلاق جو کہ انتہائی ناگزیر حالات میں ایک ناپسندیدہ عمل ہے اس میں بھی اللہ نے باہمی فضل واحسان کی تلقین کی ہے تو عام اور خوشگوار حالات میں اس فضل واحسان کی کیا اہمیت ہو گی۔

أي لا تنسوا أيها المؤمنون الجميل والإحسان بينكم، فقد ختم تعالى الآيات بالتذكير بعدم نسيان المودّة والإحسان والجميل بين الزوجين، فإذا كان الطلاق قد تمَّ لأسباب ضرورية قاهرة فلا ينبغي أن يكون هذا قاطعاً لروابط المصاهرة ووشائج القربى[24]

مفسرین کی ان تفسیری آراء سے بھی یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ خاندان کو مضبوط کرنے میں فضل واحسان اپنے تمام مفاہیم کے ساتھ میاں بیوی کی زندگی میں عملی شکل میں ہو تو اسے ایک مثالی خاندان بنانے میں مرکزی ادا کرتا ہے۔

زوجین کو باہمی فضل واحسان کی تلقین: ارشادات نبوی ﷺ کی روشنی میں

بیوی کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین

ذخیرہ احادیث میں متعدد ارشادات میں خاوندوں کو ان کی بیویوں سے حسن سلوک اور فضل و کرم کی تاکید کی گئی ہے۔ ان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ خاندان کی بقا اور استحکام میں حقوق و فرائض کی ادائیگی اور عدل و مساوات کے ساتھ ساتھ باہمی فضل و احسان کو خاص عمل دخل ہے۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَادٍ حَسَنُ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوَيْدًا يَا أَنْجَشَةُ لَا تَكْسِرْ الْقَوَارِيرَ يَعْنِي ضَعَفَةَ النِّسَاءِ[25] حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا حدی خوان خوش الحان (یعنی اچھی آواز والا) تھا رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا اے انجشہ آہستہ آہستہ چل کہیں شیشوں کو نہ توڑ دینا یعنی کمزور عورتوں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي[26] عبد اللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے لیے بہتر ہو، اور میں اپنے اہل وعیال کے لیے تم میں سب سے بہتر ہوں۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال : من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فلا يؤذي جاره واستوصوا بالنساء خيرا، فانهن خلقن من ضلع و ان اعوج شئ في الضلع اعلاه فان ذهبت تقيمه كسرته وان تركته لم يزل اعوج فاستوصوا بالنساء خيرا [27]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے، اور عورتوں کے ساتھ نیکی کرنے کے بارے میں میری وصیت قبول کرلو کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئیں ہیں۔ اور سب سے اوپر والی پسلی سب سے زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے لگو گے تو توڑ ڈالو گے اور اس کے حال پر چھوڑے رہو گے تب بھی ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی پس عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کے بارے میں میری وصیت قبول کرلو۔

ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَقُولُ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ وَلَا تُسَافِرْ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَّةً وَإِنِّي اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا قَالَ انْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِکَ[28]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ خطبہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے سوائے اس کے کہ اس کا محرم اس کے ساتھ ہو اور نہ کوئی عورت سفر کرے سوائے اس کے کہ اس کا محرم اس کے ساتھ ہو۔ ایک آدمی کھڑا ہوا اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میری بیوی حج کے لئے نکلی ہے اور میرا نام فلاں فلاں غزوہ میں لکھ دیا گیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو جا اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر۔

عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا حَقُّ زَوْجَةِ أَحَدِنَا عَلَيْهِ ؟ قَالَ: أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ أَوِ اكْتَسَبْتَ، وَلَا تَضْرِبْ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ. قَالَ أَبُو دَاوُد: وَلَا تُقَبِّحْ، أَنْ تَقُولَ: قَبَّحَكِ اللَّهُ[29]

معاویہ بن حیدہؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمارے اوپر ہماری بیوی کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہ جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب پہنو یا کماؤ تو اسے بھی پہناؤ، چہرے پر نہ مارو، برا بھلا نہ کہو، اور گھر کے علاوہ اس سے جدائی اختیار نہ کرو۔ابوداؤد کہتے ہیں: **ولا تقبح** کا مطلب یہ ہے کہ تم اسے **قبحک اللہ** نہ کہو۔

خاوند کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین

ذخیرہ احادیث میں متعدد ارشادات میں بیویوں کو ان کی خاوندوں سے حسن سلوک اور فضل و کرم کی تاکید کی گئی ہے۔ان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ خاندان کی بقا اور استحکام میں حقوق و فرائض کی ادائیگی اور عدل و مساوات کے ساتھ ساتھ باہمی فضل و احسان کو خاص عمل دخل ہے۔

> عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ يَوْمًا مِنْ غَيْرِ شَهْرِ رَمَضَانَ إِلَّا بِإِذْنِهِ[30]
>
> ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عورت اپنے شوہر کی موجودگی میں ماہ رمضان کے علاوہ کوئی اور روزہ بغیر اس کی اجازت کے نہ رکھے۔

عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم: لا تصوم المرأة وبعلها شاهد إلا بإذنه[31]

کسی بھی عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ خاوند کی موجودگی میں (نفلی) روزہ رکھے لیکن اس کی اجازت سے رکھ سکتی ہے، اور کسی کو بھی اس کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ لیکن اس کی اجازت ہو تو پھر داخل کرے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:إذا دعا الرجل امرأته إلى فراشه، فأبت أن تجيء، لعنتها الملائكة حتى تصبح[32] جب مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور بیوی انکار کردے تو خاوند اس پر رات ناراضگی کی حالت میں بسر کرے تو صبح ہونے تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔**قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المرأة إذا صلت خمسها وصامت شهرها وأحصنت فرجها وأطاعت بعلها فلتدخل من أي أبواب الجنة شاءت[33]** حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: جس عورت نے (اپنی پاکی کے دنوں میں پابندی کے ساتھ) پانچوں وقت کی نماز پڑھی، رمضان کے (ادا اور قضا) رکھے، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی اور اپنے خاوند کی فرماں برداری کی تو (اس عورت کے لیے یہ بشارت ہے کہ) وہ جس دروازہ سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔

فقدان فضل کے اسباب واثرات

زوجین کے ایک دوسرے پر فضل واحسان نہ کرنے کے ممکنہ طور پر اسباب کئی طرح کے ہو سکتے ہیں۔ جس میں میاں بیوی کا ایک دوسرے کو Own نہ کرنا، حقوق وفرائض تک محدود رہنا، حق کا مطالبہ کرنا اور فرائض سے غفلت برتنا، ایثار نہ کرنا بلکہ دوسرے سے ایثار کا مطالبہ کرنا، جوائنٹ فیملی، مزاج میں فضل کا نہ ہونا، اخلاقی اقدار کی پامالی، مفاد پرستی، سخت دلی، حقوق و فرائض سے جہالت وغیرہ، نیز اس میں ان کی معاشی، معاشرتی اور اخلاقی ابتری کا بھی دخل ہو سکتا ہے۔ ازدواجی معاملات میں میاں بیوی کے ایک دوسرے پر فضل واحسان نہ کرنے کے نتیجے میں ان میں باہمی نفرت وعداوت، حق تلفی، بے توجہی، خدمت کا جذبہ ماند پڑ جانا، بے احترامی، اعتماد کا فقدان، مزاج میں درشتگی، لڑائی جھگڑا اور طبی ونفسیاتی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ نیز اس سے گھر کے ماحول میں انتشار، بدانتظامی اور اولاد کی تعلیم وتربیت پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

فقدان فضل کا تدارک وسدباب

میاں بیوی کو ایک دوسرے پر فضل واحسان کے برتاو کے لیے ضروری ہے کہ وہ حقوق وفرائض، ان کی ادائیگی کے فضائل اور دنیا وآخرت میں جوابدہی کے احساس سے پوری طرح آگاہ ہوں۔ ان میں جذبہ خدمت انسانیت زندہ وبیدار ہو اور وہ خاندان کے استحکام کے بارے میں دین اور معاشرتی اقدار کی تعلیم حاصل کریں۔ اور دونوں اپنے ان تمام جذبات، رویوں اور اخلاق کی تربیت حاصل کریں جن کی وجہ سے وہ فضل واحسان عمل سے دور رہتے ہیں۔

خلاصہ بحث

قرآن حکیم نے ازدواجی معاملات سے متعلق فضل واحسان کی تاکیدی ہدایت فرمائی ہے۔ قرآن مجید میں فضل کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے اور ان سب معانی کا ازدواجی معاملات کے ساتھ بڑا گہرا ربط اور تعلق ہے۔ خاندان کو منظم، مضبوط، مستحکم اور مثالی بنانے کے لیے دین فطرت کی بہت ساری تعلیمات میں خاص طور پر مساوات، عدل اور فضل شامل ہیں۔ مفسرین نے ''وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۔۔۔الخ'' کے کئی مفاہیم ذکر کیے ہیں ان میں سے ہر مفہوم خاندانی استحکام کے لیے بنیاد اور اساس کی حیثیت رکھتا ہے۔ میاں بیوی کے ایک دوسرے پر فضل واحسان کے نتیجے میں خاندان اور گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے جس کے نتیجے میں گھر کے درودیوار سکون، راحت، خوشی اور قلبی وفکری سرور واطمینان کی شکل میں نمایاں ہوتے ہیں جبکہ باہمی فضل و احسان کو نظر انداز کرنے سے گھر جہنم کدہ بن جاتا ہے جس میں خانگی بدانتظامی اور باہمی نفرت وعداوت اور ان کے خوف ناک

نتائج دیکھنے کو ملتے ہیں۔ گھر سے متعلقہ ہر نعمت ناقدری اور ناشکری کی نظر ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اولاد جیسی نعمت خداوندی کے مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے ہیں۔ فضل واحسان کا فقدان ازدواجی معاملات سے متعلق دینی ہدایات سے جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے ہوتا ہے جبکہ فضل واحسان کا برتاو خاندان کے بارے دین فطرت کی تعلیمات سے آگاہی اور ان پر عمل پیرا ہونے سے حاصل ہو سکتا ہے۔

حوالہ جات

[1] رازی، محمد بن ابی بکر، مختار الصحاح، محقق: یوسف الشیخ محمد (بیروت: المکتبہ العصریہ، 1999ء)، 240

Rāzi ‹mḥmd bn ābi bkr ‹mẖtār ālṣḥāḥ ‹mḥqq: yūsf ālšaẖ mḥmd (berwt: ālmktbہ ālʿṣr ‹1999ʾ) ‹240.

[2] لوئیس معلوف، المنجد (کراچی: دارالاشاعت، 1994ء)، 753

lūyīs mʿlwf ‹ālmnǧd (krāchi: dārāl išāʿt ‹1994ʾ), 753.

[3] بقرہ، 2: 105

Baqaraẗ 2: 105

[4] بقرہ، 2: 237

Baqaraẗ 2: 237

[5] نساء، 4: 34

Nisaʾ 4: 34

[6] ھود، 11: 3

Hwd 11: 3

[7] نور، 24: 22

Nwr 24: 22

[8] جمعہ، 62: 10

Jum'a 62: 10

[9] نساء، 4: 95

Nisaʾ 4: 95

[10] فیروزالدین، مولانا، فیروزاللغات (لاہور: فیروز سنز، 2005ء)، 1302

Ferwz āldyn ‹mwlānā ‹ferwz āllġāt (lāہwr: ferwz snz ‹2005ʾ),1302.

[11] ابن حنبلؒ، احمد بن محمد، المسند، محقق: شعیب الارنؤوط (بیروت: الموسسۃ الرسالۃ، 2001ء)، حدیث رجل من اصحاب نبی ﷺ، رقم: 23489

Ibn ḥnbl ‹āḥmd bn mḥmd ‹ālmsnd ‹mḥqq: šʿeb ālārnwٔwṭ (berwt: ālmwss ālrsāl ‹2001) ‹ḥdeṯ rǧl mn āṣḥāb nbi, Hadith: 23489.

[12] حجرات49 :13

ḥğrāt 49: 13

[13] رازی، محمد بن ابی بکر، مختار الصحاح (بیروت: المکتبہ العصریہ، 1999ء)، 202

Rāzi ‹mḥmd bn ābi bakr ‹mẖtār ālṣḥāḥ (berwt: ālmaktbه ālʿṣr ‹1999), 202.

[14] لوئیس معلوف، المنجد (کراچی: دارالاشاعت، 1994ء)، 636

lūyīs mʿlwf ‹ālmnğd (krāchi: dārāl išāʿt ‹1994ʾ), 636.

[15] ابن فارس، احمد، مجمم مقاییس اللغۃ، محقق: عبدالسلام محمد ہارون (بیروت: دار الفکر، 1979ء)، 3/468

Ibn fārs ‹āḥmd ‹mʿğm mqāees āllġah ‹mḥqq: ʿbdālslām mḥmd هārwn (berwt: dār ālfakr ‹1979ʾ), 468/3.

[16] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، س ن)، 2/565,566

Mawdwdi ‹sayad ābw ālāʿlā ‹ʾ tfhem ālqrā◌̈n (lāهwr: ādārه trğmān ālqrā◌̈n ‹s n), 565,566/2.

[17] رازی، محمد بن ابی بکر، مختار الصحاح (بیروت: المکتبہ العصریہ، 1999ء)، 240

Rāzi ‹mḥmd bn ābi bakr ‹mẖtār ālṣḥāḥ (berwt: ālmaktbه ālʿṣr ‹1999), 240.

[18] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، س ن)، 2/566

Mawdwdi ‹syed ābw ālāʿlā ‹ʾ tfhem ālqrā◌̈n) lāهwr: ādārah trğmān ālqrā◌̈n ‹s n2/566 ‹(.

[19] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، س ن)، 2/566

Mawdwdi ‹syed ābw ālāʿlā ‹ʾ tfhem ālqrā◌̈n) lāهwr: ādārah trğmān ālqrā◌̈n ‹s n2/566 ‹(.

[20] **بقرة، 2: 237**

[21] الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تاویل آی القرآن، محقق: محمد احمد شاکر (بیروت: موسسۃ الرسالۃ، 2000ء)، 5/164-167

Āltbri ‹mḥmd bn ğrīr ‹ğāmʿ ālba'ān ʿn tāwīl ā◌̈ ālqrā◌̈n ‹mḥqq: mḥmd āḥmd šākīr (bērwt: mwssah ālrsāl, 2000),167-164/5.

[22] قرطبی، محمد بن احمد، محقق: احمد البردونی (قاہرہ: دار لکتب المصریہ، 1964ء)، 3/208

Qurṭubi ‹mḥmd bn āḥmd ‹mḥqq: āḥmd ālbrdwni (qāhirah: dārl kūtb ālmṣr ‹1964), 208/3.

[23] پانی پتی، قاضی ثناءاللہ، تفسیر مظہری (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2002ء)، 5/435

Pānipati ‹qāḍi ṯnāʾāllah ‹tfsēr maẓhari (lāhwr: ḍiāʾ ālqrā◌̈n pablications, 2002), 435/5.

[24] صابونی، محمد علی، صفوۃ التفاسیر (قاہرہ: دار الصابونی للنشر والتوزیع، 1997ء)، 1/137

Ṣābwny ‹mḥmd ʿly ‹ṣfwa āltfāsēr (qāhirah: dār ālṣābwny lilnšr wāltwzʿ,1997), 137/1.

[25] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب فی رحمۃ النبی ﷺ للنساء وامر السواق مطایاھن بالرفق بھن، رقم: 6040

Muslm bin ḥğāğ ‹ālğāmʿ ālṣḥiḥ ‹Kitāb ālḥğ ‹bāb fi raḥmaẗ ālnbi lil nisāʾ wāmur ālswāq mṭāyāhun bil rifq bihinn, Hadith : 6040

[26] ابن ماجہ، محمد بن یزید، السنن، کتاب النکاح، باب حسن معاشرۃ النساء، رقم: 1977

Ābn māğah ‹mḥmd bin Yzēd ‹ālsunn ‹Kitāb ālnikāḥ ‹bāb ḥusn e mʿāšrah ālnisāʾ ‹Hadith: 1977.

[27] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب الوصاۃ بالنساء، رقم:5186

Bẖāri ‹muḥammad bin īsmāʿēl ‹ālğāmʿ āl ṣaḥiḥ ‹Kitāb āl nikāḥ ‹bāb ālwaṣāẗ bilnsāʾ, Hadith : 5186.

[28] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب سفر المراۃ مع محرم، رقم:3272

Muslim bin ḥğāğ, ālğāmʿ āl ṣaḥiḥ ‹Kitāb ālḥağ ‹bāb safar ālmra'h maʿ maḥram, Hadith: 3272.

[29] ابو داود، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب النکاح، باب في حق المراۃ، رقم:2142

Ābw dāwud, sulaimān bn āšʿṯ ‹āl sunan ‹Kitāb āl nikāḥ ‹bāb fy ḥq e ālmra'ẗ, Hadith: 2142.

[30] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، السنن، کتاب الصوم، باب ماجاء في کراھیة، رقم:782

Tirmḏi ‹Muḥammd bin ʿēsā, āl sunan ‹Kitāb āl ṣawm ‹bāb mā ğāʾ fy Kirāhaẗ, Hadith: 782.

[31] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، **باب صوم المرأة بإذن زوجها تطوعا، رقم: 5192**

Buẖāri, Muḥammad bin āsmāʿēl ‹ālğāmʿ āl saḥiḥ ‹Kitāb āl nikāḥ ‹bāb ṣawm ālmraẗ bi īḏn zawğhā tṭwʿā, Hadith: 5192

[32] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، **باب إذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها، رقم: 5193**

Buẖāri, Muḥammad bin āsmāʿēl ‹ālğāmʿ āl saḥiḥ ‹Kitāb āl nikāḥ ‹bāb īḏā bātt ālmraẗ muhāğrẗ firāš zwğhā, Hadith: 5193

[33] خطیب تبریزی، محمد بن عبد اللہ، مشکوٰۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب عشرۃ النساء، رقم:171

Ḫaṭēb tbrezi ‹Muḥammad bin ʿbdāllah ‹Miškāw◌ٰẗ ālmṣābēḥ ‹Kitāb ālnikāḥ ‹bāb ʿšraẗ āl nisāʾ, Hadith : 171.